روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

نمبر ۷۳/۳۸ | سوموار ۱۵ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ❖ ۲۶ فتح ۱۳۶۷ہش ❖ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۲۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں لندن سے آمدہ تازہ اطلاع کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب آقا کو صحت و تندرستی سے رکھے۔ حضور کے عالمگیر منصوبوں کو اپنی معجزانہ تائید و نصرت سے کامیاب کرے اور حضور کو کامیاب اور فتحیاب جلد از جلد ربوہ واپس لائے اور حضور کو اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی احباب جماعت کو

نہایت ضروری نصائح

دوسروں پر تنقید چھوڑ کر اپنے نفس پر تنقید شروع کریں

اپنے نفسوں میں ڈوب کر تربیت کے جو گُر سیکھیں وہ اپنے بھائیوں پر استعمال کریں

غفلت سے **شعور** کی حالت میں داخل ہونا سب سے زیادہ ضروری ہے

صبر و قناعت کی صفات مالی لین دین کی خرابیوں سے بچنے کیلئے آپ کے بہت کام آسکتی ہیں

بیت الفضل لندن میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۸ء کا خلاصہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

"میں نے گزشتہ جمعہ میں (اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو) کے مضمون پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ لیکن یہ مضمون محض ایک سطحی اور عمومی مضمون نہیں ہے کہ کسی کو کہہ دیا جائے کہ خدا کی طرف دوڑو۔ بلکہ یہ سمجھانا ضروری ہے کہ کس سے بھاگو۔ کس طرف بھاگو اور یہ بتانا ضروری ہے کہ جب تک بھاگنے والا خطرے کی سمت معین نہیں کرتا تو اس کے بھاگنے کی سمت بھی معین نہیں ہو سکتی۔

حضور نے فرمایا یہ صحیح ہے کہ خدا تعالیٰ ہر طرف ہے۔ لیکن ہر خطرے سے آپ کو ہر جگہ پناہ نہیں مل سکتی، بلکہ خطرے کی سمت، بچاؤ کی سمت معین کرتی ہے آپ خطروں کی نشاندھی کرتے چلے جائیں ان کے مقابل پر آپ کا دماغ خود آپ کو بتاتا چلا جائے گا کہ یہاں آپ خدا کی سمت میں ہیں۔ لیکن کس سمت میں خدا سے پناہ مانگنی ہے۔ اس کا تعین خطرے نے کرنا ہے۔ بعینہ یہی حال گناہوں کا ہے۔ گناہوں کے تعین کے بغیر آپ کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آپ نے کس طرح خدا کی پناہ حاصل کرنی ہے۔ ہر گناہ اپنے مقابل پر ایک الٰہی صفت سے خوف کھاتا ہے اور اس کو اس صفت کے دائرے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اس لیے جب آپ گناہ کا تعین کر دیں گے تو اس الٰہی صفت کا تعین خود بخود ہو جائے گا۔

اس مضمون کو سمجھنے کے بعد آپ کو کشتی نوح کی اس عبارت کی سمجھ آسکتی ہے جس میں حضرت بانی سلسلہ نے بعض چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ جو ان گناہوں سے بھی توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ اس لیے بعض دفعہ کم فہم لوگ اس عبارت کو پڑھ کر ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیا مطلب ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کو ماننے والا گویا اس دنیا میں ایک بھی نہیں رہا۔ یقیناً ہیں۔ لیکن انہوں نے اس عمارت میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی سوراخ ایسے چھوڑ دیئے ہیں کہ وہ دیوار جو اُن کے گرد حضرت بانی سلسلہ نے بنائی ہے وہ ہر طرف سے ان کی حفاظت نہیں کر رہی۔ تو صفات الٰہی کی طرف دوڑنے کا مضمون ہمیں یہ بتا رہا ہے کہ ایک پہلو سے خدا کی پناہ میں آنے کے باوجود بعض دوسرے پہلوؤں سے ہو سکتا ہے کہ امن کی حالت میں نہ رہیں چنانچہ جو شخص جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتا وہ حق ذات سے تعلق نہیں جوڑ سکتا۔ اسی طرح آپ دوسری صفات پر غور کرنا شروع کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ اس الٰہی صفت میں خصوصیت کے ساتھ ان باتوں سے پناہ دینے کی قوتیں موجود ہیں۔ پھر آپ کو اپنے گناہوں کا شعور پیدا کرنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا اس مضمون کو قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق میں جس طرح بیان فرمایا ہے۔ اس سے متعلق حضرت بانی سلسلہ نے یہ راز ہم پر کھولا کہ یہاں ظلوم سے مراد دوسروں پر ظلم کرنے والا نہیں بلکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ اس شدت سے اپنے نفس سے برائیاں دور کرنے والا کہ جیسے اس کے دل میں اپنے نفس کے لئے رحم کا کوئی جذبہ باقی نہیں اور جہول اسے کہتے ہیں جو سب عواقب سے بے خبر ہو جائے۔ جب انسان اس طرح اپنی پرواہ چھوڑ دیتا ہے اور اپنے نفس کو خدا کی خاطر ہلاکت میں ڈالتا ہے تو وہ ظلوم اور جہول کہلاتا ہے۔ تب اسے آسمان سے یہ نوید آتی ہے کہ کیا تو اپنے نفس کو ہلاک کر دے گا اور یہ وہ مضمون ہے جو آپ کو اپنے گناہوں کا شعور بخش سکتا ہے۔ اپنے نفس پر رحم کرنے والا نہیں بلکہ ظلم کرنے والا بننا پڑے گا۔ غیر کی برائیاں تلاش کرنے والی اپنی آنکھ کو کبھی اپنی طرف بھی تو لوٹائیں۔

حضور نے فرمایا حال یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کے گند، پہلے غیر کی آنکھ سے چھپاتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر اپنی آنکھ سے بھی چھپانے لگتا ہے اور جب اپنی نظر سے بھی بیماریاں اوجھل ہو گئیں تو پھر آپ کو کیا پتہ چلے گا کہ کس سمت میں بھاگنا ہے۔ نہ خطرے کی سمت معیّن نہ پناہ کی سمت معیّن۔ تو آپ کس طرف بھاگیں گے۔ خدا پھر بھی ہر سمت ہو گا اور اس خدا کے امن کی باہیں پھر بھی کھلی اور آپ کی منتظر ہوں گی۔ لیکن آپ حرکت نہیں کر سکیں گے کیونکہ آپ کو کچھ پتہ نہیں کہ اس وقت میرا امن خدا کی کس سمت میں واقع ہے۔

حضور نے فرمایا سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی بعض صفات ایسی ہیں جو اُسے بعض برائیوں سے پناہ دیتی ہیں۔

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دارالنصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۶ر فتح ۱۳۶۷ہش ۲۶ر دسمبر ۸۸ ۱۹ء

"جلسہ کے بغیر جلسہ"

جلسہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ کو پہلے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا تھا اور اس موقع پر یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ ہر سال ۲۷، ۲۸، ۲۹ر دسمبر کو احباب جماعت حضور اقدس سے ملاقات کے لئے اور جلسہ کے لئے زبانی باتیں اور حقائق و معارف سننے کے لئے مرکز سلسلہ میں آجایا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اس موقع پر نئے احباب سے دوستوں کی روشناس ہو جایا کرے گی۔ جو دوست دوران سال اس دار فانی سے انتقال کر چکے ہوں گے ان کے لئے دعائے مغفرت کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس وقت سے لے کر اب تک جلسہ سالانہ کی تاریخیں دسمبر کے آخری ہفتہ ہی میں مقرر ہوتی رہی ہیں۔ سوائے کسی ایک آدھ سال کے جب حالات نے دسمبر میں جلسہ منعقد کرنے کا موقع نہ دیا ہو۔

اب پانچواں سال ہے کہ جلسہ کے انعقاد کی اجازت نہیں مل رہی ہے یہ ایک عارضی سی بات ہے۔ جلسہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہی کرے گا اور خدا نے چاہا تو قیامت تک احمدیہ جماعت اس جلسہ کا انعقاد کرتی رہے گی۔

جلسہ نہ ہونے کی صورت میں ہم حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ملاقات کا رنگ یوں پیدا کر سکتے ہیں کہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں حضور اقدس کی کتب کا مطالعہ کریں۔ حضور کے ملفوظات کا اپنے اپنے گھر میں درس دیں اور یہ سمجھ کر دیں کہ ذہنی طور پر ہم حضور کی محفل میں بیٹھے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ملفوظات پڑھتے ہوئے محسوس بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم حضور ہی سے یہ باتیں سن رہے ہیں۔

دعاؤں میں مصروف رہیں۔ دینِ حق کے لئے۔ جماعت کی ترقی کے لئے۔ جماعت کے مردوں اور عورتوں کے لئے۔ بڑوں اور چھوٹوں کے لئے۔ ان کے لئے بھی جو دنیا بھر کے مختلف خطوں میں بستے ہیں لیکن ابھی احمدیت سے وابستہ نہیں ہوئے۔ ساری دنیا میں امن کے لئے۔ معاشرہ کی بہتری کے لئے۔ الغرض دعاؤں میں مصروف رہیں اور ساری دنیا کو اپنی دعاؤں سے اپنے قریب سے قریب تر لے آئیں۔

ایک دوسرے سے ملیں۔ روشناسی بڑھائیں۔ نئی دوستیاں پیدا کریں اور اس طرح جلسہ سالانہ کی اغراض کو۔ جلسہ منعقد نہ ہونے کے باوجود۔ پورا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جلسہ کی برکات سے متمتع فرمائے۔

کوئی مذہب ظلم پر آمادہ کر سکتا نہیں
پیار کا پیغام ہو تو کوئی ڈر سکتا نہیں
جسم کی تو جسقدر چاہو کرو تم گیر و دار
روح زندہ ہے تو کوئی شخص مر سکتا نہیں

(ابوالاقبال)

پیار کی پینگ

سچ بولو اور سچ بلواؤ — چاہے اس میں جان گنواؤ
جینا ہے تو یہ ہے جینا — اسمیں موت ملے، مر جاؤ
ایسے مر کر کون مٹا ہے — لاؤ ایک مثال تو لاؤ
سچ کی راہ کٹھن ہے لیکن — مرد ہو تو اس کو اپناؤ
اپنے زخموں کو رِسنے دو — اَوروں کی چوٹیں سہلاؤ
ہر اک ہے ہر اِک کا بیری — تم تو پیار کی پینگ بڑھاؤ
اُنکی شورش کا مت پوچھو — اپنی چُپ کا راز بتاؤ
عرش کی جانب رُخ کر لو تم — اَے میری کمزور دعاؤ
ایک سے ایک کروڑ بنے ہیں — کیوں، کیسا ہے، یہ پھیلاؤ
تُم اپنی اوقات تو دیکھو — آٹے دال کا ہے کیا بھاؤ
سیدھی سادھی بات ہے اپنی — اِسکو یُونہی مت اُلجھاؤ
جسکی پُشت پناہی میں ہو — دِل سے بس اس کے ہو جاؤ
گھُپ اندھیرے مٹنے والے — روشنیوں میں ہے ٹھہراؤ

برق و باد و باراں کیا ہیں
اُٹھو نسیم اِن سے لڑ جاؤ

نسیم سیفی

گناہ ایک زہر ہے اسے مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو
(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیکرِ صدق و صفا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

اب حضرت کعبؓ کی داستان انہیں کی زبانی سُنیے۔ یہ داستان بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک میں مروی ہے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں مالی طور پر میری حالت کبھی اتنی اچھی نہ ہوتی تھی جتنی تبوک کے وقت تھی۔ میرے پاس دو سواریاں موجود تھیں اس لئے مجھے تیاری کا چنداں فکر نہ تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کرنے کا حکم دیا تو میں ہر روز بازار جاتا لیکن بغیر کسی کام کرنے کے گھر واپس آجاتا اور یہی خیال کرتا کہ اچھا کل سہی اور جب کل آتا پھر بھی بدقسمتی سے ایسا ہی ہوتا۔ گویا حضرت کعبؓ ہر روز آج کا کام کل پر چھوڑتے رہے یہاں تک کہ وہ دن آگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سمیت تبوک کو روانہ ہو گئے لیکن ابھی میں نے کچھ بھی تیاری نہ کی تھی۔ اب پھر نفس نے یہ دھوکا دیا کہ میں اگر ایک دو دن بعد روانہ ہوں گا تو بھی آپؐ کو مل جاؤں گا لیکن میری غفلت یہ موقع لے آئی کہ اب میں اگر چاہتا بھی تو آپؐ کو مل نہ سکتا۔ اور جب بھی میں گھر سے باہر نکلتا تو دیکھتا کہ سوائے معذوروں اور منافقوں کے کوئی مدینہ میں پھرتا نظر نہ آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر مجھے یاد فرمایا۔ صحابہؓ سے پوچھا کہ کعب کو کیا ہوا؟ بنوسلمہ کے ۔۔۔ آدمی نے کہا حضورؐ اس کی کشائش ہی اس کے پاؤں میں بیڑیاں بن گئی۔ معاذ بن جبل نے کہا حضورؐ ہے تو وہ بھلا آدمی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں رائیں سُنیں اور سکوت فرمایا۔

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں اب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کی خبریں آنا شروع ہوئیں تو میں نے سوچنا شروع کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے کیسے بچوں۔ کبھی یہ خیال آتا کہ جھوٹ موٹ کوئی عذر کر دوں۔ میں نے اپنے گھر کے تمام اہلِ رائے سے بھی

(مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف)

اس بارہ میں مشورہ کیا۔ میں اس ادھیڑ بن میں ہی تھا کہ خبر آگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آج شام تشریف لا رہے ہیں اس خبر کا سُننا تھا کہ میرے تمام باطل خیال کافور ہو گئے۔ اور میں نے عزم کر لیا کہ میں سچ ہی بولوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اپنی عادت مبارک کے مطابق پہلے مسجد میں تشریف لے گئے دو رکعت نماز ادا فرمانے کے بعد وہیں تشریف فرما ہوئے۔ اب پیچھے رہنے والے لوگ آ آ کر قسمیں اٹھانے اور عذر کرنے لگے اور یہ کوئی اسی سے اوپر ہی تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کا عذر قبول فرما لیتے اور اس کا معاملہ خدا کے سُپرد کر دیتے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں میں بھی آیا اور سلام عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ لیکن چہرہ سے ناراضگی ہویدا تھی۔ فرمایا آؤ۔ میں آگے بڑھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے سواری بھی خریدی تھی تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ میں نے کہا حضورؐ اگر میں کسی دنیاوی لیڈر کے سامنے ہوتا تو عذر کر کے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا اور مجھے بات بنانا بھی آتی ہے لیکن آج اگر میں جھوٹ بول کر آپؐ کو راضی کرنے کی کوشش کروں گا تو خدا تو مجھ سے خوش نہ ہوگا۔ اور اگر آپ میری سچی بات کی وجہ سے ناراض بھی ہوئے تو مجھے امید ہے کہ میرا خدا تعالیٰ آپؐ کو مجھ سے بالآخر راضی کر دے گا۔ خدا کی قسم مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ میں کبھی بھی اس موقع سے زیادہ آسودہ حال نہ ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا جواب سُنا تو فرمایا اس شخص نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کعب جاؤ۔ اب خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی انتظار کرو۔ کعب کہتے ہیں میں یہ حکم سُن کر مسجد سے باہر نکلا تو بنوسلمہ کے

کچھ لوگ میرے پیچھے پیچھے آئے اور کہنے لگے خدا کی قسم اس سے پہلے تُو نے کبھی جرم نہیں کیا تھا۔ تم بھی دوسرے لوگوں کی طرح عذر کر دیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے تمہارے گناہ بھی خدا نے بخش دینے تھے بنوسلمہ کے افراد نے اس پر اتنا اصرار کیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اب واپس جا کے عذر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لوں لیکن پھر میں نے جب دریافت کیا کہ میرا کوئی اور ساتھی بھی ہے جس کا فیصلہ میری طرح خدا کے سپرد ہوا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ ہلال ابن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ کا فیصلہ بھی معرض التواء میں رکھا گیا ہے اور یہ دونوں بدری صحابی تھے۔ جب میں نے ان دونوں کا سُنا تو میں نے ثابت قدم رہنے کا ارادہ کر لیا۔ عذر کا ارادہ چھوڑ دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت ہم تینوں کا مقاطعہ کر دیا گیا۔ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرتا تھا۔ ہماری تو دنیا ہی بدل گئی اور جو بیتی اُسے میں ہی جانتا ہوں۔ پچاس دن ہمارا مقاطعہ رہا میرے باقی دو ساتھی مرارہ اور ہلال تو گھر کے کونے میں دبک کر بیٹھ گئے اور ہر وقت روتے رہتے لیکن میں جوان تھا اور ان سے میری صحت بھی اچھی تھی اس لئے میں تو نماز بھی مسجد میں جا کر پڑھتا اور ضرورت پڑنے پر بازار بھی جاتا لیکن مجھ سے کوئی شخص کلام نہ کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوتے میں جا کر السلام علیکم عرض کرتا اور دیکھتا کہ آپؐ کے لب مبارک کو جنبش ہوئی ہے یا نہیں۔ یعنی کیا آپؐ نے سلام کا جواب دیا ہے یا نہیں؟ اور میں آپؐ کے پاس ہی نفل پڑھنے لگ جاتا اور نظر چرا کر دیکھتا رہتا کہ میرا آقا میری طرف دیکھتا بھی ہے یا نہیں۔ جب میں دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے اور جب نظر ہٹاتا تو آپؐ میری طرف توجہ فرماتے اسی مقاطعہ کی شدت سے گھبرا کر ایک دن میں اپنے چچا زاد حضرت ابو قتادہؓ (جن سے مجھے بہت محبت تھی) کے باغ میں دیوار پھاند کر گیا۔ میں نے سلام کہا تو انہوں نے سلام کا

جواب تک نہ دیا۔ پھر میں نے ابو قتادہؓ سے مخاطب ہو کر کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا میں خدا اور اس کے رسولؐ سے محبت نہیں کرتا؟ لیکن ابو قتادہؓ اس سوال پر بھی خاموش رہے۔ میں نے پھر ابو قتادہ کو قسم دے کر آپ سے یہی سوال کیا لیکن اب کے بھی ابو قتادہؓ نے خاموشی اختیار کر رکھی۔ میں نے پھر قسم دے کر وہی سوال کیا تو ابو قتادہؓ جواب میں کہنے لگے "خدا اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتا ہے"۔ اس واقعہ کی ایک ایک جز صحابہ کے ایمان اور تسلیم کا آئینہ دار ہے۔ کعبؓ کی استقامت اور صداقت شعاری، خدا پر زندہ یقین، ہمت اور اخلاق کی مضبوطی کا اندازہ لگائیے۔ کعبؓ فرماتے ہیں جب میں نے ابو قتادہؓ کا یہ جواب سُنا تو میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور میں باغ کی دیوار پھاند کر واپس آگیا۔ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا شام کا ایک زمیندار جو غلہ فروخت کرنے کے لئے مدینہ آیا تھا میرے متعلق کچھ دریافت کر رہا تھا۔ لوگوں نے مجھے دیکھا تو اسے اشارہ سے بتایا کہ وہ کعب جا رہا ہے۔ وہ زمیندار میرے پاس آیا اور مجھے ایک خط نکال کر دیا۔ جو غسان کے بادشاہ کا تھا۔ یہ خط ریشم کے ایک ٹکڑے پر لکھا تھا۔ مضمون یہ لکھا تھا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ تیرے آقا نے تجھ پر بہت سختی کی ہے۔ خدا تجھے ذلیل اور رسوا نہیں کرے گا تو ہمارے پاس آجا ہم ہر طرح تیری دلداری کریں گے۔ کعبؓ کہتے ہیں میں نے یہ خط پڑھا تو کہا یہ بھی ایک ابتلاء ہے اور خط کو جلتے تنور میں جھونک دیا۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ

ہمارے مقاطعہ کو چالیس دن گذرے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد پیغام لایا کہ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد ہے کہ میں اپنی بیوی سے بھی الگ رہوں۔ میں نے سنا تو عرض کیا کہ حضورؐ کا منشاء کیا یہ ہے کہ میں بیوی کو طلاق دے دوں؟ قاصد نے کہا صرف علیحدہ رہنے کا ارشاد ہے میں نے بیوی کو کہا کہ تم میکے چلی جاؤ۔ اور جب تک ہمارے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ صادر نہ ہو وہیں رہنا۔ کعبؓ فرماتے ہیں ہلال بن امیہؓ کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ہلال بہت بوڑھا ہے گھر میں نوکر بھی نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز پکڑا دے۔ کیا آپؐ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کی کوئی خدمت کروں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ کھانا وغیرہ بے شک دے دیا کرو لیکن وہ تمہارے قریب نہ پھٹکے۔ ہلال کی بیوی نے عرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا خدا کی قسم ہلال تو ہلتا ہی نہیں۔ جب سے یہ معاملہ ہوا ہے وہ ایک جگہ بیٹھا روتا رہتا ہے جب میرے خاندان والوں کو پتہ چلا تو مجھے کہنے لگے کہ ہلال کی بیوی نے اس طرح حاضر ہو کر اجازت لے لی ہے تم بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گھر والوں کے متعلق اسی طرح اجازت لے لو۔ میں نے ان کی یہ بات سُنی تو کہا خدا کی قسم میں ہرگز آپؐ سے اجازت طلب نہیں کروں گا مجھے بتلاؤ میں جا کر کیا کہوں؟ ہلالؓ کو اجازت تو بڑھاپے کی وجہ سے ملی تھی۔ اور یہی عذر اس کی بیوی نے کیا تھا میں جوان ہوں میں کس منہ سے اجازت مانگوں گا۔ کعبؓ کہتے ہیں دس دن اور گذر گئے پورے پچاس ہو گئے۔ میں صبح کی نماز کے بعد گھر کی چھت پر بیٹھا تھا (معلوم ہوتا ہے اس دن حضرت کعبؓ نے صبح کی نماز گھر میں ادا کی تھی) اور حال یہ تھا کہ زندگی دوبھر ہو گئی تھی۔ زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی۔ میں نے سلعہ پہاڑ پر سے ایک شخص کو پکارتے سُنا وہ مجھے آواز دے کر کہہ رہا تھا کعبؓ بن مالک تمہیں خوشخبری ہو۔ کعب بن مالک کہتے ہیں میں نے یہ آواز سُنی تو خدا کے حضور سجدے میں گر گیا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تنگی کو دُور کر دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صُبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان کر دیا ہے۔ اب لوگ مجھے اور میرے ساتھیوں کو مبارک باد دینے لگے۔ ایک صحابی گھوڑے کو دوڑا کر مجھے خبر دینے آئے لیکن دوسرے نے ٹیلے پر چڑھ کر آواز دی اور آواز بہرحال گھوڑے سے پہلے پہنچتی ہے۔ آواز دینے کے بعد جب یہ صحابی مبارک باد دینے کے لئے میرے پاس پہنچے تو میرے بدن پر جو کپڑے تھے میں نے مبارک بادی کے عوض وہی اُتار کر اس کو دے دیئے۔ کعبؓ خود ہی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس دن میرے پاس یہی کپڑے پہننے کو تھے۔ خود میں نے مستعار لے کر کپڑے پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑا۔ راستہ میں جو ملتا مجھے مبارکباد دیتا۔ میں مسجد میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ نے دیکھا تو وہ دوڑ کر میری طرف آیا مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور مجھے مبارکباد دی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا ہے فرمایا کعبؓ جب سے تو پیدا ہوا۔ یہ دن تمہارے لئے بہترین دن ہے۔ تمہیں خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ یہ معافی آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ فرمایا خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ کعبؓ کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ مبارک اس طرح دمکتا تھا کہ جیسے چاند کا ٹکڑا۔ اور ہم صحابہ آپؐ کے چہرہ سے پہچان لیتے تھے کہ آج ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہیں۔ میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ ہم پر رجوع برحمت ہوا ہے اس کے اس فضل کے نتیجہ میں میں تمام مال اس کی راہ میں قربان کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کچھ اپنی ضروریات کے لئے بھی رکھ لو۔ میں نے عرض کی بہت اچھا خیبر والی زمین اپنی ذات کے لئے رکھ لیتا ہوں اور عرض کی یا رسولؐ اللہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو بچایا ہے تو صرف سچائی کی وجہ سے بچایا ہے۔ اب میں عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولوں گا۔

کعبؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اس عہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری سچائی کا بہت امتحان بھی لیا۔ امتحان بھی ایسا کہ شائد کسی کا ایسا امتحان نہ ہوا ہوگا لیکن خدا کی قسم میں کبھی جھوٹ کے قریب بھی نہیں پھٹکا اور امید ہے باقی زندگی بھی خدا تعالیٰ جھوٹ سے بچائے رکھے گا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں ہماری توبہ کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی تھیں:۔

ترجمہ:۔ اللہ رجوع برحمت ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کی گھڑی میں اس کی پیروی کی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر رجوع برحمت ہوا۔ یقیناً وہ بہت شفقت کرنے والا اور مہربان ہے اور اللہ تعالیٰ ان تین پر بھی رجوع برحمت ہوا جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی اور ان پر اپنی جانیں بھی دوبھر ہو گئی تھیں اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ سوائے خدا کے کوئی پناہ نہیں۔ تب خدا ان پر اس لئے رجوع برحمت ہوا تا کہ وہ خدا کے حضور جھکیں یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اے مومنو خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کی صحبت اختیار کرو

(التوبہ رکوع ۱۴، ۱۵)

حضرت کعبؓ کہتے ہیں خدا کی قسم اسلام کے بعد مجھ پر خدا کا سب سے بڑا یہی انعام ہوا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولا اور جھوٹ سے پرہیز کیا۔ اور جن لوگوں نے جھوٹے عذر کر کے جان بچائی تھی۔ ان کے بارہ میں وحی میں بہت سخت الفاظ استعمال ہوئے۔ قرآن مجید میں انہیں ...... یعنی پلید اور فاسق کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا۔ ان کے لئے عذاب الیم کی خبر دی۔ یہ بھی فرمایا اللہ ان سے راضی نہیں۔

کعبؓ خود ہی فرماتے ہیں کہ آیات سے وہ مراد نہیں جو غزوہ سے پیچھے رہ گیا بلکہ وہ مراد ہیں جن کا فیصلہ پیچھے ڈالا گیا۔ کیونکہ دوسرے لوگ جب حلفیہ عذر کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیعت لے لیتے اور ان کے لئے استغفار کرتے لیکن ہمارا معاملہ تاخیر میں ڈالا گیا تھا اس لئے فرمایا کہ وہ لوگ جن کا فیصلہ پیچھے ڈالا گیا۔ یہاں کعبؓ خود ہی ایک غلطی کا ازالہ فرماتے ہیں۔ بعض لوگ یہ معنے کرتے ہیں کہ وہ تین جو پیچھے رہ گئے یہ معنے درست نہیں۔ درست معنے یہ ہیں کہ وہ تین جن کا معاملہ موخر کیا گیا تھا۔ جن کا فیصلہ معرض التوا میں ڈالا گیا تھا۔ اس واقعہ سے حضرت کعبؓ بن مالک رضی اللہ عنہ کے بے مثال کردار پر روشنی پڑتی ہے۔ اور یہ احساس بھی نمایاں ہوتا ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں میں کیا عجیب تغیر پیدا کر دیا تھا۔ قوموں کی ترقی میں کردار کو وہی دخل ہوتا ہے جو جسم میں روح کو۔

اس واقعہ سے ملنے والے سبق

اس حادثہ میں بے شمار سبق ہیں

(۱) حضرت کعبؓ اس غزوہ سے صرف غفلت اور تساہل کی وجہ سے محروم ہو گئے۔ ان کے پاس سب کچھ تھا لیکن انہوں نے وقت پر تیاری نہ کی اور آج کل کرتے رہے کام کو وقت پر کرنا ضروری ہے۔ ورنہ یاد رکھئے وقت کسی کا ساتھ نہیں دیتا وہ تیز رفتار گاڑی کی طرح نکل جائے گا اور پھر آپ کفِ افسوس ملتے رہیں گے۔ لہٰذا آج کا کام کل پر نہ چھوڑیئے۔ حضرت کعبؓ سے یہی غلطی ہوئی کہ اچھا کل تیاری کر لیں گے صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے اور یہ پھر بھی اسی خیال میں رہے کہ میں آپ کو سفر میں جا لوں گا اور وقت گذرتا گیا۔

(۲) ابو خثیمہ کسی سفر پر گئے ہوئے تھے مدینہ واپس ہوئے تو پتہ چلا کہ حضور تبوک تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے گھر میں داخل ہونے کی قسم کھائی کہ خدا کا رسولؐ دھوپ اور گرد میں مسافر ہو اور میں گھر میں آرام کروں۔ جب دین پر تنگی کے دن ہوں تو ہمیں آرام کس طرح سُوجھ سکتے ہیں۔

(۳) جب حضورؐ سفر سے واپس لوٹتے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نفل ادا کرتے یہ سُنتِ نبویؐ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سات آدمیوں پر قیامت کے دن خدا کا سایہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہے اور یہ عادت مبارک بتاتی ہے کہ آپؐ کی یہی کیفیت تھی۔ سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے مسجد میں نوافل ادا کرتے پھر گھر میں قدم رکھتے۔ حدیث میں آتا ہے مومن مسجد میں یوں ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے پرندہ قفس میں۔

(۴) جنگ سے واپسی پر لوگ قسمیں کھا کر عذر کر کے چھٹکارا حاصل کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے لیکن حضرت کعبؓ نے صداقت کو نہ چھوڑا اپنے جرم کا برملا اعتراف کیا۔ انہیں سزا تو ملی لیکن جس کردار کا مظاہرہ انہوں نے کیا۔ وہ کعبؓ کو زندۂ جاوید کر گیا۔ ان کی جو مخفی صلاحیتیں اس حادثہ میں ظاہر ہوئیں وہ شائد عام حالات میں نہ ہو سکتیں۔

(۵) سزا کو جس حوصلہ اور ہمت سے آپ نے برداشت کیا اس میں بھی افراد کے لئے ایک سبق ہے۔

(۶) کعبؓ کی اسلام سے بے مثال وابستگی کا مشاہدہ کیجئے۔ تمام قوم نے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ بیوی کو بھی علیحدہ رہنے کا حکم ہے۔ ان کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی ہے اور اس حالت میں بادشاہ کی پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کامل ایمان یہ ہے کہ جس طرح انسان آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح ایمان سے نکل کر کفر میں جانے کو ناپسند ہے۔

(۷) سچائی کی وجہ سے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑا لیکن اس میں وہ لذت محسوس کی کہ عہد کیا اب سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے اور معافی کے وقت بھی اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ میں نے صداقت کو خیرباد نہیں کیا اور اس امر کو اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام خیال کرتے ہیں۔

(۸) عذر واہیہ کر کے سزا کو ہلکا نہیں کروانے بلکہ برداشت کئے جاتے ہیں اور بایں ہمہ نماز بھی مسجد میں جا کر جماعت سے ہی ادا کرتے ہیں۔

(۹) قوم کا ایمان بھی مشاہدہ کیجئے سب سے محبوب دوست اور عزیز رشتہ دار ہے اس سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا میں خدا کے رسولؐ سے محبت نہیں کرتا؟ یقیناً جواب اثبات میں تھا۔ لیکن ایسا ایماندارانہ جواب تھا کہ اللہ و رسولہ اعلم کہ خدا اور اسکا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہی صحابہؓ کا وہ ایمان ہے جس نے انہیں دنیا میں ممتاز کر دیا تھا۔

(۱۰) کعبؓ کا یہ فقرہ بھی کتنا توحید یہ مضبوط ایمان کا مظہر ہے کہ یا رسولؐ اللہ اگر میں نے جھوٹ بول کر آپؐ کو راضی کر لیا تو خدا تعالیٰ راضی نہیں ہوگا اور اگر آپؐ میرے سچ کی وجہ سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپؐ کو مجھ پر راضی کر دے گا اور معافی کے وقت بھی یہی دریافت کیا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا آپؐ کی طرف سے۔ اسی قسم کا فقرہ حضرت عائشہؓ نے اپنی براءت کے وقت کہا تھا۔

(۱۱) ابو قتادہ چچا زاد کا نمونہ دیکھئے کعبؓ کا مقاطعہ ہے۔ کعبؓ سلام عرض کرتے ہیں تو جواب نہیں دیتے۔ وہ اپنے ایمان و عشق کی ابو قتادہؓ سے تصدیق کروانا چاہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں خدا اور اسکا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ دنیوی رشتوں پر اللہ اور اس کے رسول مقدم ہیں۔

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ملاحظہ ہو۔ کعب کا مقاطعہ ہے لیکن کنکھیوں سے اسے دیکھتے ہیں۔ کیا یہ باپ کی سی شفقت اور نظر نہیں۔

(۱۳) سچائی کے کتنے فدائی تھے کہ معافی کے بعد پھر عہد کیا کہ سچائی کو کبھی ترک نہیں کریں گے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو اپنے بیٹے عبداللہ کے سہارے باہر نکلتے تھے۔ یہ معاویہ کی امارت کے زمانہ میں شام میں فوت ہوئے +

اصلاح معاشرہ

نئی نسلوں کو لیڈر اور سردار بنایا جائے

حضرت امام جماعت احمدیہ بعض بنیادی باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

آپ کو یہ بات بھی پیش نظر رکھنی پڑے گی کہ (دین حق) میں محض مقتدی بنانے کا تصور نہیں بلکہ امام بنانے کا تصور ہے۔ لیڈر شپ پیدا کرنے کا تصور ہے اس لئے ہمارے دین میں کوئی پیشہ ور ملاں موجود نہیں ہے۔ ہر شخص سے دین توقع رکھتا ہے کہ اگر جماعتیں اسکو چنیں۔ عوام اس پر اعتماد کریں تو وہ قیادت کی صلاحیتیں بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور قیادت کے سلیقے جانتا ہو۔ نماز کیسے پڑھائی جاتی ہے یہ بھی ...... جاننا ضروری ہے۔ صرف نماز پڑھنا ضروری نہیں بلکہ نماز پڑھانے کا علم بھی ضروری ہے محض یہ کافی نہیں ہے ..... کہ اپنی پیدائش اور اپنی موت کو بعض علماء کے سپرد کر دے کہ جس طرح چاہیں وہ سلوک کریں۔ اسکو خود بھی مسائل کا علم ہونا چاہیئے کہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں ان کے کیا حقوق ہیں اور جب لوگ مرتے ہیں تو ان کے کیا حقوق ہیں۔ ہر احمدی کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ دین حق میں جو کم سے کم سیادت کی ضرورتیں ہیں ان سے وہ پوری طرح واقف اور آشنا ہو اور اسے تجربہ بھی ہو۔ محض دیکھنے سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی مجھے یاد ہے وقف جدید میں ہم ظہر کی نماز وہیں پڑھا کرتے تھے کیونکہ کام کے وقت دوسری جگہ جانا مشکل ہوتا تھا...... ایک دفعہ وہاں ایک اچھے خاصے مخلص دوست جو خدام الاحمدیہ کے کاموں میں بڑے پیش پیش اور ان کاموں کے واقف کار تھے تشریف لائے تو میں نے ان کو کہا کہ آج آپ نماز پڑھائیں ظہر کی نماز تھی انہوں نے کہا مجھے نماز پڑھانی نہیں آتی اگر وہ ویسے کہہ دیتے کہ میں جھجکتا ہوں تو اور بات تھی۔ میں نے کہا کہ نماز پڑھانی نہیں آتی کیا مطلب؟ آپ کو بلکہ ہر احمدی کو نماز پڑھانی آنی چاہیئے اس کا کیا مطلب ہے کہ نماز پڑھانی نہیں آتی انہوں نے کہا جی دیکھی ہوئی ہے لیکن کبھی پڑھائی نہیں۔ میں نے کہا پھر پڑھانے میں کیا حرج ہے اگر آپ کو پڑھانی نہیں آتی تو آپ نے بارہا ساری عمر دوسروں کو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا تو ہوا ہے۔ آج آپ آگے جا کر نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ان کے نماز پڑھانے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ غلطی کی تھی ان کی پہلے کچھ تربیت ہونی ضروری تھی کیونکہ شائد وہ میرے کہنے کی وجہ سے کچھ نروس یعنی گھبراہٹ کا شکار ہو گئے یا پہلی دفعہ نماز پڑھانے کے نتیجہ میں ایسا ہوا ایسی اکھڑی ہوئی نماز تھی کہ پچھلے نمازیوں کیلئے ہنسی برداشت کرنی مشکل تھی بڑی مشکل سے نماز کا وہ وقت گذارا۔ اس وقت خاص طور پر مجھے خیال آیا کہ ہم ایک بات سے غافل ہو گئے ہیں۔ (دین حق ہم سے تقاضے کرتا ہے سید پیدا کرنے کے۔ سردار پیدا کرنے کے۔ امام پیدا کرنے کے۔ ہم مقتدی پیدا کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریاں ادا کر دیں یہ تو ایک ایسا عظیم الشان راز ہے قوموں کی ترقی کا جسکو...... بھلا دیا لیکن بعض غیر قوموں کے غیر معمولی لیڈروں نے اختیار کیا اور اس سے بڑا فائدہ اٹھایا لیکن انہوں نے یہ ظلم کیا کہ اس سے منفی رنگ میں فائدہ اٹھایا یعنی فائدہ تو اٹھایا لیکن اس سے فائدہ اٹھانے کے بعد اسے دنیا کی ہلاکت کے لئے استعمال کیا۔ بایں ہمہ بنیادی طور پر راز یہی تھا کہ نئی نسلوں کو لیڈر اور سردار بنایا جائے۔

جس طرح اگلی نسل موجودہ نسل کے بچے ہوتے ہیں اس طرح موجودہ نسل کو آپ سنبھالیں اور صحیح خطوط پر چلائیں تو روحانی طور پر اگلی نسل لازماً بچ جاتی ہے۔ نقائص ڈھونڈنے کیلئے آپ دوسری نسل کی شکلوں کو نہ دیکھیں جب کوئی نقص ہو تو پہلی نسل کی شکلوں کو دیکھیں وہاں سے ابتداء ہوتی ہے..... اگلی نسلوں کی تربیت کے تم ذمہ دار ہو اس لئے تم پوچھے جاؤ گے کہ کل کیا پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہو۔ یہ سوال تم سے کیا جائے گا اس لئے یہ نہایت ہی اہم بات ہے کہ موجودہ نسل کے

باقی اسی صفحہ کے کالم ۲ پر

بقیہ : اصلاح معاشرہ

احمدی جو دنیا کے کسی خطہ میں بھی آباد ہوں ان کی تربیت کی طرف فوری توجہ کریں۔ اگر وہ متوازن کردار کے حامل بن جائیں تو ان کی نسلیں خود بخود ٹھیک ہونی شروع ہو جائیں گی اور ان کے اندر بھی بعض غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں گی۔ اس ضمن میں اور بھی بہت سے امور سامنے آتے ہیں جن کے متعلق مختلف وقتوں میں جماعتوں کی مجلس عاملہ کو ہدایات دیتا رہا ہوں لیکن مختصراً اب جماعتوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ سر جوڑ کر بیٹھیں گے اور پروگرام بنائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ خود ان کے ذہن میں بھی بہت سی باتیں ابھریں گی۔ اللہ تعالیٰ ان پر نئے نئے رستے روشن فرمائے گا۔

ایک اور اہم پہلو جس کی طرف ساری دنیا کی مجلس عاملہ کو توجہ دینی چاہیئے وہ تربیتی لٹریچر کی تیاری ہے ہر ملک کے لحاظ سے اسکی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیتی لٹریچر تیار ہونا ضروری ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سندھ کیلئے خطوط بھجوانے والے

توجہ فرمائیں

پنجاب میں عام طور پر رواج ہے کہ "ڈاکخانہ خاص" یا "خاص ڈ/خ" لکھ دیتے ہیں، اس بے معنی غلط العام محاورہ کو سندھ والے نہیں سمجھتے۔ اور کم علم ڈاکیئے اس کو بعض دفعہ ڈاکخانہ کا نام سمجھ لیتے ہیں۔ لہٰذا براہ کرم سندھ کے خطوط میں "ڈاکخانہ خاص" نہ لکھا جاوے، جب آپ نے ڈاکخانہ کا نام لکھ دیا تو پھر اس کی ضرورت بھی کیا رہ جاتی ہے؟ اب پوسٹ کوڈ نمبر درج ہو گئے ہیں، اب ضلع وغیرہ بلکہ سندھ تک کا لفظ لکھنے کی ضرورت نہیں، مثلاً "فرید کلینک۔ گولارچی۔ ۷۲۲۲۰" لکھ دینا کافی ہے، بدین ضلع کی جماعتوں کے کوڈ نمبر یہ ہیں:۔

بدین	۷۲۲۰۰
گولارچی	۷۲۲۲۰
ٹنڈو باگو	۷۲۱۲۰
ٹنڈو غلام علی	۷۲۰۵۰
کوٹ احمدیہ	۷۲۰۵۱
صابن دستی	۷۲۰۵۱
خلیفہ قاسم	۷۲۱۳۰
خدا آباد	۷۲۱۲۱
کھوسکی	۷۲۲۶۰

(شیخ نصیر احمد۔ فرید کلینک گولارچی)
۷۲۲۲۰

نسخہ درکار ہے

ایک لڑکی کئی سال سے نزلہ کی تکلیف میں مبتلا ہے بستر سے اٹھتے ہی چھینکیں آنا شروع ہو جاتی ہیں ہر وقت رومال ہاتھ میں رہتا ہے نزلہ بہتا ہے گھر کا کوئی کام نہیں کر سکتی بہت سے علاج کئے ناک میں ٹیکے بھی لگوائے مگر آرام نہیں آیا۔ کوئی طبیب صاحب یا ڈاکٹر صاحب مجرب نسخہ بتائیں کہ علاج سے خدا تعالیٰ اس کو صحت عطا فرماوے آمین

(سید احمد علی نائب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

درخواستِ دعا

میرا بیٹا عزیزم حارث احمد بعمر ۱۹ سال بعارضہ ٹائیفائیڈ پچھلے ایک ماہ سے بیمار ہے۔ بخار ایک

اطلاعات و اعلانات

دفعہ ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ حملہ ہوا ہے جس سے حد سے زیادہ کمزوری ہو گئی ہے۔

احبابِ کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ تمام احباب دردِ دل سے عزیزم کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

(امینہ نصیر اہلیہ شیخ نصیر احمد۔ واہ کینٹ)

خاکسار کا بیٹا شیخ وسیم احمد انور مستقبل قریب میں F.E.L (قانون کا پہلا امتحان) کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے اسکی نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے درخواستِ دعا ہے۔

(شیخ محمد عمر انور ۱/۷ دار العلوم غربی ربوہ)

★ مکرم شیخ ناصر محمود صاحب بعارضہ قلب بیمار ہیں پہلے پتھری کا اپریشن کروایا تھا ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (بیگم صائمہ طارق)

★ خاکسار کے بڑے بھائی بشارت احمد صاحب مقیم ناروے کی چھوٹی بچی رقیبہ تمکین دو ماہ سے تشویشناک طور پر بیمار ہے۔ خاندان حضرت اقدس بانی سلسلہ کے افراد اور بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو معجزانہ طور پر شفایاب کرے۔ آمین۔

(طارق محمود نواں کوٹ)

★ مکرم میر مبشر احمد طاہر صاحب مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں نیز ان کی ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

★ برادرم مکرم فہیم احمد صاحب ناگی اپنے کاروبار کے سلسلہ میں احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں حائل مشکلات دور کرکے نقصان سے بچائے اور اپنے فضل اور رحم سے رزق میں کشادگی عطا کرے اور دین و دنیا کی خدمات بجا لانے کی توفیق عطا کرے۔

(سلطان احمد مبشر۔ ربوہ)

★ مکرم حکیم غلام رسول صاحب معلم وقفِ جدید متعین ڈنڈی تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان بیمار ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے

دعائے مغفرت

میری بہت ہی پیاری بھتیجی عزیزہ نائلہ کوثر بنت ارشاد احمد خان یوسفزئی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ جو کہ ہمارے گھر میں ۱۰ یوم کی مہمان بن کر آئی اور ان دس دنوں میں مسلسل بیمار رہنے کے بعد گیارھویں دن یعنی ۱۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو صبح کے وقت ہم سب کو سوگوار اور اس دارِ فانی کو چھوڑ کر چلی گئی

احباب جماعت عمومی طور پر اور خاندانِ حضرت بانی سلسلہ اور بزرگان جماعت خصوصی طور پر دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمارے بھائی کو اس کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین

قائد مجلس خدام الاحمدیہ مصطفےٰ آباد ضلع قصور مکرم شبیر احمد صاحب ابن مکرم بشیر احمد صاحب مورخہ ۲ نومبر بروز بدھ ویگن کے ایک حادثے میں وفات پا گئے۔ مرحوم کی عمر صرف ۱۷½ سال تھی اور وہ لاہور گارڈن کالج میں فرسٹ ائر کے طالب علم تھے مصطفےٰ آباد سے روزانہ بذریعہ ویگن کالج جاتے تھے ۲ نومبر کی صبح گھر سے کالج گئے اور واپسی پر کاہنہ نو کے لاری اڈہ پر بس سے گر گئے سر میں چوٹ لگی اور موقع پر ہی اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

مرحوم بہت ہی محنتی کام کرنے والے اور ذمہ دار عہدیدار تھے۔ گزشتہ سال وہ پہلی مرتبہ قائد مجلس مقرر ہوئے۔ اور بہت ہی اچھے طریقے پر اور احساس ذمہ واری کے ساتھ اپنا کام چلا رہے تھے۔

مرحوم کے والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر عزیز و اقارب پر ان کی اس المناک وفات پر بہت زیادہ اثر ہوا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے سے بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور اس کے درجات بلند کرے اور اس کے والدین کو بھائیوں اور بہنوں کو و دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

(شیخ محمد یوسف قمر۔ ایڈووکیٹ)

میری بڑی ہی پیاری بہن محترمہ امتہ المجید بیگم اہلیہ مکرم رفیق احمد صاحب بٹ شدید علالت کے بعد مورخہ ۱۳۔ دسمبر ۱۹۸۸ء اپنے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ مرحومہ ایک ہمدرد، شفیق، دوسروں کے لئے حساس دل رکھنے والی۔ اسقدر صابر و شاکر تھیں کہ کبھی حرف شکائت زبان پر نہیں آنے دیا۔ چندوں میں باقاعدگی رکھنے والی۔ نیک دل مخلص خاتون تھیں۔

مرحومہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی بھانجی اور احمد حسین صاحب درویش قادیان کی ہمشیرہ تھیں۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت پائی۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نے بیت المبارک میں بعد نماز عصر جنازہ پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر دعا بھی کروائی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے خاوند تین لڑکے اور ایک لڑکی سوگوار چھوڑے ہیں۔ جملہ قارئینِ کرام سے مرحومہ کی مغفرت، بلندی درجات کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(محمد افضل بٹ ربوہ)

نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ خاکسار کے نانا محترم ڈاکٹر شاہ محمد خانصاحب دہلوی ۲۳ اکتوبر کی شام حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ننکانہ صاحب میں وفات پا گئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور اگلے روز ۲۴ اکتوبر کو ساڑھے دس بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

محترم ڈاکٹر شاہ محمد صاحب نے پاکستان بننے کے بعد سے ہی ننکانہ صاحب میں اپنی ہومیوپیتھک کی پریکٹس شروع کی۔ نہایت درجہ خوش اخلاق نیک انسان تھے۔ اور خدا کے فضل سے بہت کامیاب زندگی گزاری ڈاکٹر ہونے کے ناطے عوام الناس کو فائدہ پہنچایا بہت پیار اور محبت سے علاج فرماتے غرباء کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ حتی المقدور ان کی مدد بھی فرماتے ان کا علاج بھی مفت فرماتے نمازوں کے پابند تھے دین سے بھی والہانہ شغف تھا۔ ننکانہ صاحب کی جماعت میں کئی عہدوں پر فائز رہے۔ وفات کے وقت آپ پر کلمہ کا کیس بنا ہوا تھا۔ جس کی تاریخوں پر عدالتوں میں بھی جاتے رہے بہت باہمت انسان تھے۔

آپ کی تمام اولاد شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اپنے فضل سے موصوف کے درجات بلند کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین

(منزہ ولی اہلیہ ولی الرحمٰن سنوری ربوہ)

ولادت

محترم چوہدری عطاء اللہ صاحب نائب ناظر مال کی بیٹی مکرمہ امتہ المعین صاحبہ اہلیہ مکرم ندیم احمد صاحب لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے حضور نے لبیب احمد نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب کرام سے بچے کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (طاہرہ بیگم اہلیہ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی

انسان کو سچا دوست اور مخلص مددگار مہیا کرتی ہے

قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد نوراللہ مرقدہ کے خطبہ نکاح کا

(ایک اقتباس)

"انسان کی ترقی اور اس کا اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجانا بہت کچھ ایک دوسرے کی مدد اور تائید پر منحصر ہے۔ اگر دنیا میں انسان ایک دوسرے کے مددگار اور معاون نہ ہوں تو ضروری ہے کہ بہت سی کامیابیاں حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں اور جس طرح حیوانات کی زندگی ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی بھی ہوجائے۔ جتنے بڑے کاموں کی طرف انسان متوجہ ہوتا ہے اتنے ہی بڑے مصائب اور مشکلات اُسے پیش آتی ہیں۔

اس میں کیا شک ہے کہ جو شخص سہ منزلہ مکان پر چڑھے گا وہ زیادہ تھکے گا اور جو سطح زمین پر کی منزل پر رہے گا۔ وہ نہیں تھکے گا۔ قطب صاحب کی لاٹھ پر چڑھنے والوں کو دیکھا ہے کہ اچھے مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں مگر ہانپ جاتے ہیں۔ گو جتنا کوئی بلند مقام پر چڑھے گا۔ اتنی ہی بلند حوصلہ اور بلند ہمت اور پوری کوشش سے محنت کی ضرورت ہوتی ہے چونکہ انسان اور حیوان کی زندگی کا مقصد ایک نہیں ہوسکتا۔ اس لئے انکی کوششوں اور محنتوں میں بھی فرق ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی مخلوق پر فضیلت دیکلیے اور اس کے لئے ترقی کے راستوں کو بہت وسیع کردیا ہے اور بڑے بڑے مدارج بنادیئے ہیں حتیٰ کہ اللہ کا محبوب بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور درجہ دے دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ..... لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تم سے محبت کرنے لگ جائیگا۔ تو ایک انسان کا درجہ اتنا بلند ہے کہ نہ صرف وہ خدا کا محبوب ہے بلکہ جو اس کا غلام ہو وہ بھی اس کا محبوب بن جاتا ہے۔

...... جو نکاح کا مسئلہ رکھا گیا ہے یہ بھی ان تدابیر میں سے ایک تدبیر ہے جو ہلاکت اور تباہی سے بچاتی ہے اور انسانی کو سچا دوست اور مخلص مددگار مہیا کردیتی ہے چنانچہ قرآن شریف میں بیوی کے متعلق آتا ہے کہ.... انسان کو جو مصائب اور تکالیف آتی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے قریب ہوتا ہے کہ ہمت ہار دے۔ اس وقت بیوی اسکی مددگار اور آرام کا باعث ہوتی ہے اور اسکی ہمت بڑھانے والی ہوتی ہے۔ اسی حکمت کے ماتحت خدا تعالیٰ نے نکاح کو رکھا ہے اور اس کے لئے ایسی خواہشیں اور جذبات اور طاقتیں انسان کے اندر رکھ دی گئی ہیں کہ یہ مجبور ہے کہ کوئی ایسا ساتھی پیدا ہو۔ وہ تو الگ رہے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کے لئے صرف کردیں اور جن کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا چلنا پھرنا نکاح کرنا سب کچھ خدا کے لئے تھا۔ دوسرے لوگ بھی اس بات کے لئے مجبور ہیں کہ نکاح کریں یعنی انہیں بھی جذبات مجبور کرتے ہیں۔ گویا اس رنگ میں خدا تعالیٰ نے انسان کو نکاح کرنے کے لئے مجبور کردیا ممکن تھا کہ اگر یہ جذبات اسی رنگ میں خدا نے پیدا نہ کئے ہوتے تو بہت سے لوگ کہتے کہ اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ ہم دنیا کی دوڑ میں ایک اور کو ساتھ ملا کر اپنی رفتار کو سست کریں لیکن خدا نے مجبور کردیا ہے۔ اس لئے اب کوئی نادان ہی ہے جو ایسا کہے ... ۔ خدا تعالیٰ نے شادی کے متعلق ایسے قواعد بتا دیئے ہیں کہ ان پر کاربند ہونے سے انسان کو سچا دوست اور مخلص مددگار مل جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو مرد کی سخت دشمن ہوتی ہیں اور انہیں تباہ کردیتی ہیں مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بہت سی عورتیں خاوندوں کی اور مرد عورتوں کے سچے مددگار ہوتے ہیں۔ گو بعض غلطیوں اور بدعہدیوں کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے بدظن ہوجاتی ہے لیکن یہ بیرونی عوارض اور اسباب ہیں۔ ورنہ میاں بیوی کا تعلق ایسا ہے کہ نوّے فی صد مرد و عورت کے تعلقات اچھے ہوتے ہیں اور اس اچھا ہونے کی ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے ... کہ مرد کے فوائد کو عورت کے فوائد سے اور عورت کے فوائد کو مرد کے فوائد سے ایسا متحد کردیا ہے کہ ان میں سوائے دوستی اور محبت کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔"

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۱۲ تا ۱۴)

> "توبہ اور مغفرت سے انکار کرنا درحقیقت انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرنا ہے" (حضرت اقدس)

ترقی کا راز یہ ہے کہ قوم کے تمام افراد

اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں

مظہر قدرت ثانیہ حضرت فضل عمرؓ فرماتے ہیں:-

"قوم کی حقیقی فتح اس میں ہوتی ہے کہ اس کے افراد اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں اور دیکھیں کہ قوم کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ بھٹہ میں سے اینٹیں نکلتی ہیں تو ان میں سے کوئی اینٹ چھت میں لگتی ہے اور کوئی پاخانہ میں۔ ہر اینٹ کو چھت میں نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر اس کی پاخانہ میں ضرورت ہوگی تو اسے پاخانہ میں لگا دیا جائے گا اور اگر اس کی چھت میں ضرورت ہوگی تو اسے چھت میں لگا دیا جائیگا اسی طرح قوم کے نوجوانوں کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ کالجوں میں تعلیم حاصل کرکے ہی دین کی خدمت کر سکتے ہیں دیکھنا نہ چاہیئے کہ اسوقت کس چیز کی ضرورت ہے اگر سلسلہ کو علماء کے ذریعہ ترقی مل سکتی ہے تو انہیں علماء بن کر اس کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اگر ڈاکٹروں کے ذریعہ سلسلہ کو ترقی مل سکتی ہے تو انہیں ڈاکٹر بن کر اس کی خدمت کرنی چاہیئے اور اگر سپاہیوں کے ذریعہ اسے ترقی مل سکتی ہو تو سپاہی بن کر اس کی خدمت کرنی چاہیئے۔ ترقی کا راز یہی ہے۔ اگر تم کہتے ہو کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق تعلیم حاصل کریں پھر دین کی خدمت کریں گے تو تم نظام کی مضبوطی کا باعث نہیں بنو گے بلکہ اس میں مخل ہو گے .....

پس ضرورت ہے ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ نوجوان آگے آئیں اور دین کے لئے اپنی زندگیاں پیش کریں ......

جماعت میں بیداری ہونی چاہیئے اور یہ روح ہونی چاہیئے کہ اس کے افراد دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ یہی خدمت ہے جس سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آئندہ بڑے رزق والی نسلیں .... پیدا ہونگی ......

بعض عزتیں جلد مل جاتی ہیں اور بعض عزتیں آٹھ دس پشتوں کے بعد ملتی ہیں مثلاً ایک شخص تعلیم حاصل کرتا ہے اور وہ ہیڈ ماسٹر ہوجاتا ہے۔ انسپکٹر بن جاتا ہے یا اسے اور عہدہ مل جاتا ہے تو یہ نقد عزت ہے اس کا مقابلہ تو کسی عزت سے نہیں کیا جا سکتا تم پچاس جرنیل لے لو اور ان کی عزت کا قریشیوں اور سیدوں کی عزت سے مقابلہ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ان پچاس جرنیلوں کی قریشیوں اور سیدوں کے مقابلہ میں کوئی ہستی ہی نہیں۔ پس انفرادی عزتیں لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے چند ایک کو ملتی ہیں۔ لیکن نسلی عزتیں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو ملتی ہیں۔ انفرادی عزت فوری طور پر ملتی ہے اور فوراً چلی جاتی ہے لیکن نسلی عزت دیر سے ملتی ہے اور پھر ختم ہونے میں نہیں آتی .... پس وہ قربانیاں جن کا اجر نسلوں کے بعد ملتا ہے حقیر نہیں ہوتیں....

پس اس وقت موقع ہے کہ تم قربانی کرو تا تمہاری آنے والی نسل معزز گنی جائے۔ اگر تم سب قربانی کرو گے تو اگرچہ تم غریب رہو گے لیکن تمہاری اس قربانی سے تمہارے پڑپوتے فائدہ اٹھائیں گے۔ تمہاری آنے والی نسل کو لوگ سروں پر اٹھائیں گے ....

اب یہ چیز تمہارے اختیار میں ہے کہ تم دین کی خاطر قربانی کرکے اپنی آئندہ نسل کو معزز بنا لو۔

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینیجر: مشہور دواخانہ
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

اکسیر اپھارہ (جانوروں کی دوا)
○ فی پیکٹ ۳/- ○ درجن ۲۷/- علاوہ ڈاک خرچ۔ جانوروں کی امراض کے کامیاب علاج پر مشتمل لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۱۷۱ / ۲۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

لیکن خدا میں وہ صفات نہیں ہیں۔ تو کیا اللہ کے سوا بھی کوئی پناہ ممکن ہے۔ مثلاً انسان کی ایک صفت قناعت ہے۔ جو اسے بہت سی بدیوں اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی کوئی صفت قناعت نہیں ہے۔ یہاں حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ پہلے قناعت سے تعلق رکھنے والی بدیوں کا ذکر کیا اور پھر بتایا کہ قناعت خدا کی کس صفت سے تعلق رکھتی ہے۔

حضور نے فرمایا ہمارے معاشرے کی عام برائیوں میں سے بہت سی ایسی خطرناک بیماریاں ہیں جن کا قناعت کے فقدان سے تعلق ہے۔ ایک انسان کے اندر گرد و پیش کی اچھی اچھی چیزیں دیکھ کر بہت سی امنگیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ ہر اچھی چیز میرے قبضۂ قدرت میں آجائے یہ خواہشات اگر پیدا ہوتی رہیں اور ان خواہشات کو انسان ابھارتا رہے تو اس کے نتیجے میں بسا اوقات ایک ایسا مقام آجاتا ہے کہ وہ پھر اس جذبے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسے موقع پر صرف صبر اس کے کام آسکتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے صبر پر بہت زور دیا ہے۔ خواہش کے نتیجہ میں گناہ کی طرف جو میلان پیدا ہوتا ہے اس کو روکنے کے لئے صبر کی صفت کام آتی ہے۔ ورنہ حرص و ہوا کئی قسم کے گناہوں میں انسان کو مبتلا کرتی ہیں۔ اور اس سے قتل۔ ڈاکے۔ چوریاں، لوگوں سے پیسے لے کر واپس نہ کرنے کی بدی نیز جھوٹ کی عادت پڑتی ہے اور ان سب باتوں کے روکنے کے لئے صبور خدا کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، لیکن اس کے ساتھ ہم کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ صبر ہمیشہ کے لئے ایک اندرونی جدوجہد کو پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کے لئے صبر ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے صبر کے مضمون کے ساتھ صاحب عزم ہونے کا مضمون بھی باندھا ہے۔ ایک صابر کی زندگی ایک مجاہد کی زندگی ہے۔ صبر کے نتیجہ میں بڑی شدت کے ساتھ انسان کے اندر ایک مجاہدہ جاری رہتا ہے۔ مگر قناعت صبر کے سوا ایک اور طاقت ہے جو آپ کو گناہوں سے روکتی ہے۔ اس کے ساتھ مجاہدہ نہیں ہے بلکہ امن کی ایک حالت ہے۔ اس لئے اگر صبر ٹوٹے اور قناعت بھی نہ ہو تو پھر انسان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ مگر جو شخص قانع نہ رہے وہ اگر صابر بھی ہو تب بھی اس کی امنگیں، اس کی حیثیت اور توفیق کی حدود سے باہر چھلانگ لگا رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کے دل کی بے چینی ایک ایسا لازمہ ہے جسے وہ دور نہیں کر سکتا۔ چنانچہ قناعت ایک عجیب صفت ہے اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی صفت غناء سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ صفت خصوصیت کے ساتھ انبیاء کو عطا ہوتی ہے اور اس رنگ میں خدا غناء کے ذریعہ قانع بنتا ہے۔ اسی رنگ میں انبیاء خدا کے بندے ہونے کے باوجود اس خدائی صفت سے اپنے دل کو پہلے اچھی طرح منور کر لیتے ہیں اور غناء کی صورت میں قانع بنتے ہیں۔ یا غنی کی صورت میں قانع بنتے ہیں۔ ان کی سیرت، ان کی صورت خوبیوں کا مجسمہ بنا ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن دنیا ساری خوبیوں کا ان سے انکار کر رہی ہوتی ہے اور وہ خوش رہتے ہیں کیونکہ وہ غنی ہوتے ہیں۔ خدا اور انبیاء کے بعد درجہ بدرجہ غناء کی پوری شان انسانی قناعت میں نہیں رہتی لیکن جتنی بھی ہو قناعت دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ قانع لوگوں کی زندگیاں غیر قانع لوگوں کی نسبت بہت زیادہ مطمئن ہوتی ہیں۔ اسی لئے صبر اور قناعت دونوں کو اپنی حفاظت کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا آج کل کے زمانے میں مالی لین دین کی خرابیوں میں یہ دونوں صفات انسان کے بہت زیادہ کام آسکتی ہیں۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ گناہوں کو ٹٹولیں تو میری مراد یہ نہیں ہے کہ گنہگار بننے کے بعد انکو ٹٹولیں بلکہ گناہ کے غالب آنے سے پہلے پہلے ان پر نظر رکھیں۔ تب کوئی شیطان کبھی آپ پر غالب نہیں آسکتا۔ اور پھر آپ خدا کی پناہ میں آنے کے لئے خدا کی اس صفت کو اپنانے کی کوشش کریں جس کے بغیر آپ اس قسم کے گناہوں سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ پس (اللہ کی طرف دوڑو) کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہم اپنے خطروں کی نشان دہی کریں اور اس کے مد مقابل خدا تعالیٰ کی جو صفت امن کی خاطر ہماری منتظر ہے اسکو پہچانیں اور اس کی طرف دوڑیں۔

حضور نے فرمایا جتنا زیادہ آپ کو خطرے کی پہچان ہوگی اور اس کی ہلاکت خیزی سے آپ واقف ہوں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے اندر دعا کا میلان پیدا ہوگا اور آپ کی دعائیں اٹھنے کی طاقت آئے گی اور دعا کے ساتھ مضطر ہونا بھی ضروری ہے۔ جتنا زیادہ آپ اپنے گناہوں کو ہلاک کرنے والی طاقتوں سے واقف ہوں گے اتنا زیادہ آپ کے اندر بے چینی پیدا ہوگی۔

حضور نے فرمایا بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کے متعلق انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کتنا مہلک گناہ ہے جھوٹ ان میں سے ایک ہے جو تمام گناہوں سے بڑھ کر مہلک ہے مگر انسان کو سب سے کم اس کی ہلاکت خیزی کا احساس ہے تو پھر حق کی پناہ میں کیسے آئیں گے اور سچائی کے لئے دعا مانگتے ہوئے کیسے آپ کے دل میں ہیجان پیدا ہوگا۔ کیسے دل مضطر بنے گا۔ اس لئے گناہوں کی ہلاکت کی پہچان اور اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ آپکو ہمیشہ معلوم ہوگا کہ جھوٹ بولنے کے وقت ہمیشہ دو آوازیں اٹھتی ہیں۔ ایک آواز توحید کی ہوتی ہے اور ایک شرک کی ہوتی ہے۔ سچ کے مقابل پر جھوٹ بالکل اسی طرح ہے جس طرح توحید کے مقابل پر شرک ہے۔ اس کے سوا درمیانی کوئی رابطہ نہیں اس تفصیل سے جب آپ اپنے جھوٹ بولنے کے پس منظر پر غور کریں گے تو آپ کا دل کانپ اٹھیگا کہ ہر جھوٹ پر آپ خدا کے مقابل پر ایک فرضی بت کی پناہ میں آجاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا اس لئے جب تک آپ بیماریوں کو پہچانیں گے نہیں۔ آپ کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ یہ کتنا بڑا کینسر ہے۔ کیسا ناسور ہے اور اس وقت نہ آپ کو حق کی طرف بھاگنے کی توجہ پیدا ہوگی نہ حق خدا سے دعا کرنے کے لئے دل میں بے قراری محسوس کریں گے۔

پس خدا کی طرف بھاگیں اور دعا پر زور دیں۔ یہ مضطر کی دعا ہی ہے جو انسان کو گناہوں سے بچا سکتی ہے اور گناہوں سے انسان خدا کی پناہ میں آسکتا ہے۔ بہت سے نفس ایسے ہیں جو سوئی ہوئی حالتوں میں ہلاک کر دیئے جاتے ہیں لہٰذا غفلت سے شعور کی حالت میں داخل ہونا سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ اس لئے میں ہر احمدی بڑے اور چھوٹے کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ فی الحال دوسروں پر تنقید کو چھوڑ کر اپنے نفس پر تنقید شروع کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ گر بتایا ہے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔ پس اپنے نفسوں کی طرف توجہ کریں اور اپنے نفس میں ڈوب کر جو تربیت کے گر سیکھیں اُن کو اپنے بھائیوں کے لئے استعمال کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہیں۔ اور شیطان الرجیم سے دور بھاگنے کی عارفانہ کوشش کریں اور محض زبان سے (اللہ تعالیٰ سے راندھے ہوئے شیطان سے پناہ مانگنے) کا ورد نہ کریں بلکہ اعمال کی رو سے خدا کی شیطان سے پناہیں ڈھونڈھیں۔ اللہ ہمیں اس ہلاکت سے بچائے۔ آمین

تصحیح

نظم "دورِ بے اماں" جو الفضل کے ۱۹؍ دسمبر ۱۹۸۸ء کے شمارہ میں شائع ہوئی ہے اس کے دو مصرعے تصحیح کی غرض سے دوبارہ شائع کئے جاتے ہیں۔

میں نے بھی کہہ دیا ہے کہ اب ہر چہ باداباد

ہر ایک کا نسیمؔ، سنبھلنے کا وقت ہے

اعلانِ تعطیل

یوم قائداعظم کے سلسلے میں اتوار ۲۵؍ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ادارۃ الفضل میں تعطیل تھی۔ لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوا۔ احباب و ایجنٹ مطلع رہیں۔

(مینیجر)

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس (رجسٹرڈ) ربوہ
فون دفتر: ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

انفلوئنزا ٹیبلٹس
INFLUENZA TABLETS
پیکنگ ۱۰۰ ٹیبلٹس قیمت ۱۰/-
لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶/۱۱

راحتِ جان — تبخیر معدہ کی مجرب دوا — قیمت ۱۴/-
شربت صدر — نزلہ و زکام اور کھانسی کیلئے — قیمت ۶/-
تریاق معدہ — خرابی ہاضمہ کا موثر علاج — قیمت ۱۴/-
تریاق بواسیر — بواسیر کا شافی علاج — قیمت ۱۵/-
روشن کاجل — آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے — قیمت ۵/-
اکسیر پائیوریا — خون اور پیپ کو روکتا ہے — قیمت ۱۰/-
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۶۰ فون: ۶۳۴